خطاب حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 32

Track - 1

25:43

اساتذہ اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کا براہ راست عکس ہیں''۔

بسم اللہ......

علم الانسان مالم یعلم...

نظامی صاحب نے جیسے ابھی آپ کے سامنے بتایا ہے کہ یہ میرے بہت ہی پرانے دوستوں میں سے ہیں، محسن ہیں، دعاگو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت اور تندرستی عطافرمائیں ۔ اور دین دنیا کی تمام نعمتیں ان کو حاصل ہوں۔انہوں نے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر ہمیں یہاں آئے تشریف لائے ۔ اس سے ہماری عزت افزائی ہوئی۔ڈاکٹر عبدالرشید صاحب، ڈاکٹر نثاراحمد صاحب، نظام الدین نوری صاحب، سعیدہ خاتون عظیمی صاحبہ یہ بھی یہاں اس مجلس میں تشریف لائے۔ ان سب کی آمد سے ہمیں بہت ہی حوصلہ ملا ہے۔ ہماری عزت افزائی ہوئی ہے۔ اور اب یہ کہ ہم نے جو اب سے سولہ سترہ سال پہلے جو باغ لگایا تھا ۔ اس باغ کو خون پسینے سے سینچا ۔ اس میں محنت کی۔ شب و روز کی جدوجہد کے بعد یہ باغ دیکھنے کے قابل ہوا۔ دیکھئے یہ فطری بات ہے کہ جب کوئی آدمی باغ لگاتا ہے تو اس کا دل چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ اسے دیکھیں ، خوش ہوں، اس کا پھل بھی کھائیں ۔ ایک مصور تصویر بناتا ہے تو وہ خود بھی دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ لیکن اسے اس وقت بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جب دوسرے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ تمام اساتذہ محترم یہاں تشریف لائیں اور انہوں نے میری عزت افزائی اور حوصلہ افزائی کے لئے مجھے ایک طرح سے خراج تحسین پیش کیا یہ ان کی اپنی بڑائی ہے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور عزت مرتبہ عطا فرمائیں۔ اساتذہ کے بارے میں میرا ایک تصور ہے اور وہ تصور نوع انسانی کے حوالے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک خاص طریقے سے احسن تقویم کرکے تخلیق کیا۔ اور اس کے لئے فرمایا ...علم الانسان مالم یعلم...کہ انسان کو ہم نے وہ کچھ سکھایا ہے جو یہ نہیں جانتا۔ یہ اساتذہ کرام بھی ہمارے بچوں کو ، ہمارے بڑوں کو، ہمارے طلباء کو وہی کچھ سکھاتے ہیں جو وہ نہیں جانتے ہیں۔ یعنی اساتذہ کرام جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا براہ راست عکس ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ...علم الانسان مالم یعلم...میں نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ تو نظامی صاحب ، پروفیسر صاحبان، نظام الدین نوری صاحب، رشید صاحب، نثار صاحب اور دوسرے تمام اساتذہ کرام جو ہیں وہ انسان کو وہی سکھارہے ہیں جو وہ نہیں جانتا ہے۔ اب سیکھنے والے کو تو کوئی

نہیں سکھاتا ناں؟ تو یہ جو ہمارے اساتذہ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کا
براہ راست عکس ہیں۔ یہ بات حضور پاک ﷺ نے بھی فرمائی ہے کہ ... انسان کو
اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات پر پیدا کیا ہے۔ تو یوں بھی کہا جاسکتا کہ اس ورکشاپ
میں جو ہماری ساتویں ورکشاپ ہے جس میں پاکستان اور بیرون پاکستان یعنی
انٹرنیشنل ہے اس کا معیار سمجھیں ہوگیا ہے سب لوگ جمع ہیں۔ یہ لوگ ایسی
جگہ تشریف لے آئے ہیں جو ہم نہیں جانتے ہمیں یہ بتانے آگئے ہیں۔ بالفاظ دیگر
یہ کہ اللہ کی صفت اس ہال میں آگئی ہے۔ اس سے بڑا کوئی اعزاز نہیں
ہوسکتا ہمارے لئے ۔ میں ان سب صاحبان کا انتہائی شکرگزار ہوں کہ یہاں
تشریف لائے۔ مجھے عزت بخشی۔ میرے جو بچے ہیں عظیمی ، بچیاں ہیں،
اسٹوڈنٹس ہیں ان کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اور جو پیش کش ڈاکٹررشید صاحب
نے چئیر کے سلسلے میں کی نظامی صاحب نے اپنی یونیورسٹی میں خدمات کی
جو پیش کش کیں اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے موقع فراہم
کیا تو انشاء اللہ ہم ان حضرات کا ضرور تعاون حاصل کریں گے اور پہلے بھی ہم
ان کے مشکور ہیں اور آئندہ بھی ان کے مشکور رہیں گے۔ ان تمام حضرات کی
آمد کا میری طرف سے اور آپ سب کی طرف سے اور تمام طلباء و طالبات کی
طرف سے بہت شکریہ۔ خدا حافظ۔

★★★★★★★★

خواتین و حضرات محترم دوستو! بہت عزیز اور پیارے بچو! مجھے تقریر کا اتنا
وقت دیا گیا ہے کہ میں شاید اپنی بات پوری نہ کرسکوں۔ اور یہ اس لئے بھی
اچھا ہے کہ آپ صبح سے اب شام ہوگئی ہے آپ تھک گئے ہیں۔ دماغی آپ کی
مصروفیت رہی مسلسل ۔ تربیتی ورکشاپ کے حوالے سے یہ صبح ساڑھے آٹھ بجے
سے سیشن شروع ہوا تھا اور چھ بج رہے ہیں۔ آپ مسلسل کئی گھنٹے تک ایک
مخصوص

concentration

میں مصروف رہے ہیں۔ اور آپ کی مرکزیت امام سلسلہ حضور قلندر بابا اولیا
کی سوانح، ان کی ادبی، شاعری اور دوسری جو ان کی تعلیمات ہیں ان پر آپ
کی توجہ مرکوز رہی ہے۔ ورکشاپ کا جو ایک فائدہ ہے میری نظر میں وہ یہ
ہے کہ بہت سارے آدمی ایک میز پر بیٹھ کر یا مختلف میزوں پر بیٹھ کر کسی ایک
نقطے پر اپنے ذہن کو مرکوز کرتے ہیں۔اور اس نقطے کی گہرائی میں اتر کر اور
وہاں سے ایسی کسی چیز کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں کہ جو ان کے لئے
نئی ہوں ، انوکھی ہو، اور ان کی نالج میں اور علم میں اضافہ کرتی ہو۔ یہ
بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی غوطہ خور سمندر میں ڈوب کر موتی تلاش
کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ ورکشاپ... پہلی جب ہماری ورکشاپ لیسٹر
انگلینڈ میں ہوئی میرے ذہن میں ورکشاپ کا مفہوم یہ تھا کہ جہاں گاڑیاں ٹھیک
ہوتی ہوں۔ جہاں موٹر سائکلوں کے پرزے بنتے ہوبیا پرزے لگتے ہوں۔ یہ خرا د

کی مشینیں لگی ہوئی ہوں۔ تو جب یہاں پتہ چلا کراچی میں کہ صاحب وہاں
ورکشاپ ہورہی ہے اور ورکشاپ کی تربیتی ورکشاپ ہورہی ہے تو میں بڑا
حیران تھا کہ مجھے یا میرے عظیمی بھائیوں خراد مشینوں سے کیا تعلق ہے ؟
ورکشاپ کس بات کی ہورہی ہے؟ میرے ذہن میں ورکشاپ کا مفہوم یہی تھا
کہ وہاں بہت ساری مشینیں لگی ہوئی ہوں گی ۔ کل پرزے بنتے ہوں گے ۔ لیکن
جب وہاں لیسٹر میں ہماری ورکشاپ ہوئی اور بڑی ورکشاپ تھی اس میں بہت
سارے لوگ آئے تھے ۔ وہاں رات کو قیام بھی ہوا تھا تواس وقت یہ پتہ چلا کہ
ورکشاپ کا مطلب ہے

Concentration

کا حصول۔ کسی ایک نقطہ پر ذہن کو مرکوز کرکے اس کے اندر سے معانی اور
مفہوم کی تلاش۔ تو الحمد ﷲ! آج کا سارا دن آپ کی مصروفیت میں گزرا۔ اور
یہ مصروفیت بہت اچھی مصروفیت تھی کہ امام سلسلہ حضور قلندر بابا اولیا کے
بارے میں ہم نے سوچ بچار کیا۔ بہت سارے گوشے آپ پر کھلے حضور قلندر بابا
اولیا کے ۔ مثلاً یہی کہ ایک صاحب کا خط آیا انہوں نے اس کے خط کا جواب
لکھوایا۔ بات کچھ بھی نہیں خط آیا جواب لکھ دیا گیا ۔ اس میں کچھ چیزیں
ایسی تھیں کہ نئی لگیں۔ لیکن مجھے خیال آیا کہ حضور قلندر بابا اولیا کے اوپر
چونکہ اللہ کا مخصوص کرم ہے مشیت کہ وہ تابع ہیں۔ اورلوگ ان کی فراست
سے ڈرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں ۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے ۔
تو ہم نے تلاش کیا کہ اس خط میں قرآنی حوالے اگر ہیں تو کتنے ہیں؟ وہ آپ نے
اس کتابچے میں دیکھا ہوگا کہ حیرت کے باب کھل گئے کہ ایک خط میں 49 آیتوں
کو حوالے خودبخود ہمیں مل گیا یعنی وہ خط جو ہے تقریباً پچاس آیتوں کے معانی
اور مفہوم پر مشتمل ہے۔ یہ ایک عالم فاضل فقیر کی کیسی عجیب قابلیت اور
فضیلت ہے کہ ایک خط میں لکھا۔ ایک عام آدمی کا خط تھا اور وہ اس کا جواب
لکھ دیا ۔ لیکن جب ہم نے اس خط کو غور سے پڑھا اس میں

concentration

کیا۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ اس کو ورکشاپ میں ڈال دیا خط کو تو ہمارے اوپر
یہ راز منکشف ہوا کہ وہ خط پچاس قرآنی آیتوں کے مفہوم پر مشتمل ہے۔ یہ
بھی آج کی جو کتاب ہے اس میں آپ نے پڑھا اور یہ اس کو سمجھا۔ امام سلسلہ
حضور قلندر بابا اولیا کی تعلیمات کے بارے میں آپ نے ڈسکشن کیا۔ اس میں جو
خاص بات نقطے کی ہے یقینا آپ لوگ وہاں تک پہنچ گئے ہوں گے کہ حضور قلندر
بابا اولیا کی تعلیمات پر جب ہم فکر کرتے ہیں تو اس فکر کے نتیجے میں ہمیں
رسول اللہ ﷺ کی طرز فکر کا انکشاف ہوتا ہے کہ پیغمبر کس طرح سوچتے تھے ،
کس طرح بولتے تھے۔ اور ان کا ہر کام کس طرح اللہ کی معرفت ہوتا تھا۔
ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہر کام

care of Allah

کرتے تھے تو سیدھی سی بات ہے کہ ہر عمل کے درمیان میں رسول اللہ ﷺ جو
بھی عمل کرتے تھے اس کے درمیان میں اللہ ہوتا تھا۔

care of Allah

یعنی ہر کام وہ اللہ کی معرفت کرتے تھے۔ حضور قلندر بابا اولیا کو چونکہ
رسول اللہ ﷺ کی طرز فکر منتقل ہوئی تو اس کا مفہوم یہ ہوا کہ قلندر بابا
اولیا جب کچھ بولتے تھے

care of Rasool Allah SAW

بولتے تھے۔ ان کی زندگی کا ہر عمل اسوہ حسنہ ﷺ کی ایک تصویر تھی، نقش
تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا عکس اگر کسی کے اندر نمایاں ہے تو سیدھی سی بات
ہے اس کا ربط بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے۔ تو یہ جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں
ان کی طرز فکر کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ایک ہی بات نظر آتی ہے
کہ یہ جسم و جاں کے رشتے کو اللہ کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں۔ ان کے علم میں
یہ بات ہے کہ ہمارے سانس کا آنا، سانس کا باہر آنا، سانس کا اندر جانا ، ہمارا
سوناجاگنا، بولنا سننا، کھانا پینا یہ سب وابستہ ہے ہماری روح سے۔ اور روح کی
وابستگی ہے اللہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک پتلا بنایا ، بجنی مٹی
سے ، خلاء سے ایک پتلا بنایا اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی ... ونفخت فیہ
من روح...کہ پتلے کی کوئی حیثیت نہیں ہے پتلے کی حیثیت اس وقت متعین ہوئی
جب اس کے اندر روح ہے۔ اگر پتلے کے اندر سے روح نکل آئے گی تو پتلے کی کوئی
حیثیت نہیں رہے گی۔ دیکھیں جس طرح سے کھلونے ہے اس کے اندر اگر چابی
ہے تو کھلونے میں حرکت ہے۔ اگر چابی ختم ہوگئی تو کھلونے کی حرکت
خودبخود ختم ہوجائے گی۔ تو انسان جو ہے وہ اگراس کی فزیکل باڈی کا تذکرہ
کریں جیسے وقار صاحب نے بڑی اچھی بات کہی اپنی تقریر میں کہ دو چیزیں بیک
وقت کام کررہی ہیں ایک فزیکل باڈی اور ایک اس فزیکل باڈی کو حرکت دینے
والی کوئی شئے ہے۔ اس کو اگر آپ مزید کھول کر بیان کرنا چاہیں تو ہم یہ
کہیں گے کہ فزیکل باڈی جو ہے ایک معمول ہے اس کی اپنی ذاتی حیثیت کچھ
نہیں ہے۔ فزیکل باڈی کی ذاتی حیثیت تو اس وقت ہو کہ اگر اس کے اندر ایک
لاکھ حرکتیں یا اس کے اندر ایک کروڑ خواہشات رہیں تو روح کے بغیر ان کروڑ
میں سے کوئی ایک خواہش تو پوری ہوتی۔ ایسا نہیں ہوتا۔ اگر روح اس جسم
سے اپنا رشتہ توڑ لے تو نہ خواہش رہتی ہے نہ حرکت رہتی ہے ، نہ حواس
رہتے ہیں ۔ انتہا یہ کہ حواس خمسہ بھی ختم ہوجاتے ہیں۔ حس... جب روح
ہوتی ہے تو آپ کے انگوٹھے میںچیونٹی کاٹتی ہے دماغ کو پتہ چل جاتا ہے کسی
چیز نے کاٹ لیا ہے۔ لیکن جب روح نہیں ہوتی آپ اس ٹانگ کے دس ٹکڑے
کردیں ، آری سے کاٹ دیں دماغ کو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ تو اصل جو ہے یہ جو

جسم ہے ، مادی جسم جس کو اللہ تعالیٰ نے خلاء کہا ہے، پتلا کہا ہے یہ دراصل
میرے حساب سے روح کے روپ بدلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہے۔ کہ
جو روح کا روپ اور بہروپ ہے ۔ اب عجیب صورتحال ہے وہی روح جب طوطے
کے قالب میں جاتی ہے تو طوطا بن جاتا ہے۔ وہی روح جب گائے کے قالب میں
جاتی ہے تو گائے نظر آتی ہے۔ وہی روح جب پروانے کی شکل میں جب اس میں
چلی جاتی ہے تو پراونہ بن جاتی ہے ۔ وہی روح جنّ کی شکل میں چلی جاتی
ہے تو جنّ بن جاتا ہے۔ وہی روح فرشتے میں چلی جاتی ہے تو فرشتہ بن جاتا
ہے۔ اور وہی روح جب انسان کے جسم میں چلی جاتی ہے تو انسان بن جاتا ہے۔
یہ قلندر بابا اولیا کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ الحمد ﷲ! آج کی اس نشست میں آپ
لوگوں نے قلندر بابا اولیا کی تعلیمات پر ان کے شجرے پر ، ان کے روحانی شجرے
پر ، ان کی زندگی کے معاملات پر غور و فکر کیا۔ یہ بہت بڑی میری اور آپ کی
سعادت ہے۔ آج کی اس نشست میں ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم
ہے کہ یونیورسٹی کے بڑے بڑے لوگ یہاں تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کو دیکھا آپ
نے ان کو دیکھا۔ یونیورسٹی کو مادر علمی کہتے ہیں۔ یعنی کئی مائیں... علمی
مائیں بیک وقت آپ کے سامنے آگئیں۔ اور انہوں نے آپ کو شفقت کی نظر سے
دیکھا۔ اپنے تاثرات بیان کئے اور ان تاثرات میں ان کا جو جذبہ تھا وہ خالص علمی
تھا، محبت کا تھا، شفقت کا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام و اکرام ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنا نوازا ، اللہ تعالیٰ کے ہمارے اوپر اتنے انعامات ہیں کہ اب
ہمیں دیکھنے ، ہمیں سننے کے لئے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ ہمارے پاس تشریف
لاتے ہیں۔ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا خالص انعام ہے۔ اب سے بیس سال پہلے یہاں
کچھ بھی نہیں تھا۔ ایک میں تھا دو تین میرے دوست تھے۔ اب دیکھئے کیا اللہ میاں
نے باغ لگایا ہے باغ بھی ہرا بھرا باغ ہے اس میں میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ سب
لوگ جو ہیں یہ میرا لگایا ہوا باغ ہیں۔ درخت ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ
اس باغ کو اور ہرا بھرا کرے۔ اور سایہ دار کرے ۔ ایک ایک درخت اتنا سایہ دار ...
شجر سایہ دار بن جائے کہ اس میں آکے قافلے ٹھہریں ، مسافر ٹھہریں۔ اس
سایہ سے فیضیاب ہوں۔ سایہ سے میری مراد علم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتنا وافر
علم عطا کرے کہ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کا ہر فرد اپنی ذات میں ایک اسکول
ہو ، ایک کالج ہو، ایک یونیورسٹی ہو، ایک انجمن ہو۔ اور یہ بات کوئی ایسی
نہیں ہے جو انہونی ہو اس لئے کہ جب ہم اپنے ماضی پر نظر ڈالتے ہیں بیس
سال پہلے اس وقت میں اور آج کے حالات میں الحمد ﷲ اللہ تعالیٰ کی شان ہمیں
نظر آتی ہے ۔ سعیدہ خاتون نے آپ کو بتایا سالفورڈ یونیورسٹی میں آپ کے
سلسلے کی تین کتابیں سلیبس میں شامل ہوگئی ہیں۔ مانچسٹر میں کالج میں
آپ کی کلاسیں شروع ہوگئی ہیں۔ امریکہ میں کلاسیں شروع ہوگئی ہیں۔
دھیرے دھیرے انشاء اللہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ ہماری بھی ایک اپنی مادر
علمی ہوگی ۔ یہاں سن غالباً پچاسی میں یا تراسی میں مجھے سن یاد نہیں رہتا
یہاں مراقبہ ہال کا افتتاح ہوا تھا تو اس وقت میں نے برجستہ بغیر سوچے

سمجھے تقریر کی تھی اور اس وقت جس وقت میں نے تقریر شروع کی تھی اس
وقت اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا ذہن لگا کر یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے
کچھ پتہ نہیں کہ میں نے کیا بولنا ہے ، مجھے کچھ پتہ نہیں کہ میں نے کیا کرنا ہے
۔ مستقبل کا حال آپ کو معلوم ہے جو کچھ آپ چاہتے ہیں میں آپ کا معمول
ہوں آپ مجھ سے بلوادیجئے۔ تو اس وقت جو میں نے بغیر سوچے سمجھے جو کچھ
بولا تھا اس میں اور باقیوں کے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ ہم انشاء اللہ ایک
سلیبس بنائیں گے ... نرسری کلاس سے ایک سلیبس بنائیں گے ۔ اپنے بچوں کی
تربیت اس طرح کریں گے کہ ان کے ذہن میں اولیا اللہ کی سیرت اور رسول اللہ
ﷺ کی سیرت نقش ہوجائے گی۔ ہم اسکول بنائیں گے ، کالج بنائیں گے اور انشاء
اللہ اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ

spiritual university

قائم کریں گے۔ ابھی ہم

spiritual university

تک تو نہیں پہنچے لیکن ہماری تعلیم یونیورسٹیوں تک پہنچ گئی ہے۔ الحمدللہ یہ
میرے لئے آپ کے لئے سب کے لئے بہت خوشی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر
کیجئے میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ بتدریج ہم جس طرح بڑھ
رہے ہیں اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ ۔ رسول اللہﷺ کی نسبت اور اجازت
کے ساتھ اور حضور قلندر بابا اولیا کے فیض کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی طرح
آگے بڑھا تا رہے۔ اور ہمارا یہ خواب کہ

spiritual university

ہم بنائیں وہ پورا ہو ۔ اب مجھے آپ سب حضرات کی محبتوں اور شفقتوں اور
دعاؤں کی بہت سخت ضرورت ہے ۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں آپ میرے
چھوٹے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، چھوٹوں کو اپنے بڑوں کے لئے دعا کرنی چاہئیے
۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ بھی اپنے بوڑھے باپ کے لئے دعا کریں کہ
اللہ تعالیٰ اس کی جو خواہشات ہیں نوع انسانی سے سے متعلق حضور پاک ﷺ
کی امت سے متعلق ، اپنے مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیا کے مشن سے متعلق
اللہ تعالیٰ وہ پوری فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین۔ آپ سب حضرات بہت دور
دراز سے علم کی پیاس بجھانے یہاں تشریف لائے۔ جتنا ہم سے ہوسکا ہم نے آپ
کی پیاس بجھانے کا اہتمام کیا۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ہم آپ کی
پیاس کو پوری طرح نہیں بجھا سکے ہیں ۔ لیکن جتنا ہمارے پاس پانی تھا اس کے
منتقل کرنے میں یا اس کو دینے میں الحمد ۔ ہم نے کوئی کنجوسی نہیں کی۔ اور
کوئی ڈنڈی نہیں ماری۔ انشاء اللہ آپ لوگ آتے رہیں گے ۔ علم کا یہ چراغ روشن
رہے گا۔ ایک چراغ سے لاکھوں چراغ جلتے رہیں گے۔ اور ایک وقت ضرور ایسا آئے
گا کہ میرے مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیا کا نام نامی اسم گرامی نہ صرف

ایک دنیا میں بلکہ کروڑوں اربوں دنیاؤں میں اس طرح پھیل جائے گا کہ وہاں کے لوگ ان کا نام لے کر ان کی تعلیمات حاصل کرکے سکون حاصل کریں گے اور جس دنیا میں بھی وہ رہیں گے وہ دنیا ان کے لئے جنت نظیر دنیا بن جائے گی۔ آپ سب حضرات کابہت شکریہ۔ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ خدا حافظ۔

خطاب حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 32

Track - 2

48:00

''شعور کا ارتقاء''

اعوذ باللہ......

بسم اللہ......

سورۃ الفاتحہ......

درود شریف......

معزز مہمانان گرام، خواتین و حضرات السلام علیکم۔ مجھے تقریریں کرتے ہوئے اور مضامین لکھتے ہوئے بتیس سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ ہمارے پاس ایسا کوئی حساب نہیں ہے کہ اب تک کتنے مضامین لکھے گئے، کتنی تقریریں ہوئیں ، کتنی مجالس منعقد ہوئیں ، کتنے سیمینار ہوئے، کتنی کانفرنسیں ہوئیں اور کتنی ورکشاپس ہوئیں۔ جو یونیورسٹیوں میں لیکچر ہوئے ۔ مندروں میں لوگوں نے تقریریں کرائیں، گرجاؤں میں لوگوں نے بلایا۔ یونیورسٹیوں میں لیکچر ہوئے۔ ایک لامتناہی سلسلہ ہے ۔ اور اس لامتناہی سلسلے کی بنیاد... تقریر کی بنیاد ، لیکچر کی بنیاد افہام و تفہیم کی محافل ان سب کی بنیاد ایک ہی رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان مادّہ ہے ، جسم ہے ، فزیکل باڈی ہے یا کچھ اور ہے۔ انسان کا جب ہم تذکرہ کرتے ہیںتو ہمارے سامنے ایک تصور ابھرتا ہے ، ایک پیکر بنتا ہے

دماغ کے اندر ۔ اس پیکرمیں دو کان ہوتے ہیں ، ناک ہوتی ہے ، آنکھ ہوتی ہے ،
دماغ ہوتا ہے ، دوہاتھ ہوتے ہیں، دو ٹانگیں ہوتی ہیں۔ وہ کچھ سوچتا ہے ،
کچھ بولتا ہے ، کچھ سنتا ہے ، کچھ کہتا ہے ۔ کبھی دوڑتا ہے ، کبھی رک جاتا ہے،
کبھی جوانی کے عالم میں اس کے اندر طوفانی ہوائیں چلتی ہیں ۔ کبھی بوڑھاپا
آجاتا ہے تو منجمد ہوجاتا ہے۔ نشوونما کے دور سے گزر کر کبھی نازک عمر منّا
منّا معصوم سا نرم پھول کی پنکھڑی کی طرح ایک معصوم بچہ ہوتا ہے۔ جیسے
جیسے بڑھتا ہے اس کے اندر سختی آتی جاتی ہے۔ کرختگی آتی جاتی ہے۔ اس
کے اعصاب مضبوط ہوتے ہیں۔ پھر انحطاط کا دور شروع ہوتا ہے اس انحطاط
کے دور میں وہ پھر بچے کی شکل میں منتقل ہوجاتا ہے ۔ سکڑ جاتا ہے۔ کمزور
ہوجاتا ہے ، چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہتا۔ جس طرح بچہ گود کے سہارے کے
بغیراٹھ نہیں سکتا بیٹھ نہیں سکتا، وہ بوڑھا آدمی بھی سہارے تلاش کرتا ہے اور
بالآخر صفحہ ء ہستی سے مٹ جاتا ہے اور ایسے غائب ہوجاتا ہے کہ اس کا
کوئی اتا پتہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو بچہ آج
پیدا ہوا وہ کہاں سے آیا؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ کیوں آیا؟ تیسرا سوال یہ
ہے کہ وہ جب یہاں آیا ، کچھ عرصہ رہا ، پھر کہاں چلا گیا؟ ایک سرکل ہے یا
ایک سائیکل ہے بچہ آتا ہے ، لڑکپن سے گزرتا ہے ، جوانی میں داخل ہوتا ہے ۔
جوانی سے گزرتا ہے بوڑھاپے میں داخل ہوتا ہے ، بوڑھاپے سے گزرتا ہے ... کہنے
کو تو یہ ہے کہ قبر میں جاسوتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ وہ غائب ہوجاتا ہے ۔
جب اس دنیا میں آیاتب بھی غیب تھا اور جب اس دنیا سے رخت سفر باندھا تب
بھی غیب میں چلا گیا۔ تو یہ جو زندگی ہے آنے سے پہلے بھی کچھ پتہ نہیں کہاں
سے آیا اور جانے کے بعد بھی کچھ پتہ نہیں کہاں گئے ...آخر اس کا منشاء کیا ہے؟
انسان اس دنیامیں آتا کیوں ہے؟ چند خواہشات ہیں اس کا قطار بندھا ہوا ہے
کہ جی انسان کی ہزاروں خواہشات ہیں ۔ ہر خواہش ایسی کہ دم نکلے۔
لیکن ان خواہشات کے اوپر جب غور کیا جاتا ہے تو چند خواہشات سے زیادہ نظر
نہیں آتیں۔ کیا خواہش ہے؟ مکان بنالو۔ شادی کرلو۔ پیسے جمع کرلو۔گاڑی
خرید لو۔ مرجاؤ۔ وہ کون سی لاکھوں ہزاروں خواہش ہیں ...کھانا کھالو۔ پانی
پی لو۔ جوان ہوجاؤ۔ ساری زندگی ایک ہی روٹی کھاتے رہو۔ اور ہر روز یہ
سمجھتے رہو کہ نئی روٹی کھائی اور مرجاؤ۔ کہ جی اتنی چیزیں کھانے کو ہیں
ہزاروں ہزاروں ... جب آپ گوشت سبزی لینے جاتے ہیں بازار میں تو تیسرے دن
سوچنا پڑجاتا ہے ...آدمی سر کھجاتا ہے کہ اللہ میاں کون سی سبزی لوں؟ پانچ
چھ سبزیوں سے زیادہ آپ کو کچھ نظرنہیں آتا۔ گوشت کا مرحلہ آتا ہے چار پانچ
قسم کے گوشت کے علاوہ آپ کو گوشت ہی نظر نہیں آتا۔ ڈرائی فروٹ کا
تذکرہ آتا ہے وہ بھی سات آٹھ سے زیادہ نہیں ہے۔ دالوں کا تذکرہ آتا ہے وہ بھی
پانچ سے زیادہ نہیں ہیں۔ لگتا ہے ایک طوفا ن ہے خواہشات کا۔ اور ایک طوفان
ہے ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے وسائل کا۔لیکن وہ جب اس کے اندر پھنستا
ہے ۔ تو ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ ہر آدمی ایک خواب غفلت میں ہے ۔ آج کی

صبح کو بھی نئی صبح کہتا ہے ، اور کل کی صبح کو بھی نئی صبح کہتا ہے۔ کل
کی نئی صبح میں نہ گھر بدلتا ہے ، نہ دروازہ بدلتا ہے ، نہ سورج بدلتا ہے ، نہ
آدمی بدلتا ہے ۔ لیکن ہر روز کہتا ہے نئی صبح طلوع ہوئی ہے۔ بھئی جب نئی
صبح طلوع ہوئی تو گھر میں بھی ایک نئی تبدیلی آنی چاہئیے۔ انسان میں بھی
کوئی نئی تبدیلی آنی چاہئیے۔ درختوں میں بھی کوئی نئی تبدیلیاں آنی چاہئیںکہ
آن درخت پہ آم لگ رہے ہیں چونکہ کل نئی صبح آرہی ہے اس لئے اس میں
انگور لگ جائے گا۔چونکہ اگلے دن ایک نئی اور کوئی نیا دن نکل رہا ہے تو اس
میں بیر لگ جائیں گے۔ ایسا کچھ نہیں ہوتا ہے۔

Repeatation

ہے، تکرار ہے۔ اس تکرار کا نام آپ نے زندگی رکھ دی ہے۔ یہ بھی ایک تکرار ہے
کہ میرے اباجی تھے اس دنیا میں ، میں ان کا بیٹا ہوگیا اب اباجی پتہ نہیں کہاں
غائب ہوگئے۔ میں آج باپ ہوں میرے بیٹے ہوگئے تھوڑے دن میں ملک الموت میرے
پاس بھی آجائے گا مجھے بھی یہاں سے لے جائے گا اب میرا بیٹا ابا بن گیا۔ اور اس
کے بچے ہوگئے۔ یعنی باپ بھی غیب بیٹا بھی غیب...باپ بھی غیب بیٹا بھی غیب۔
بیوی بھی غیب بچے بھی غیب۔ لیکن وہ بچے باپ پھر موجود ہیں۔ یہ کون سی
اس میں عقل و دانش کی بات ہے؟ کس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ انسان کے
شعور نے ارتقاء کرلیا ہے؟ سائنٹسٹ کہتے ہیں ساڑھے تین ارب سال عمر ہے اس
دنیا کی۔ اور ساڑھے تین ارب سال کی اس زندگی میں دنیا نے بہت ارتقاء کیا۔ کیا
ارتقاء کیا؟ کہ پہلے درختوں پہ رہتا تھا ۔ پہلے غاروں میں رہتا تھا۔ اسٹون ایج کا
زمانہ تھا پھر درختوں پہ اس نے گھر بنالئیے۔ پھر غاروں میں چلا گیا۔ پھر جناب
اس نے گھر بنانے شروع کردئیے۔ آگ کا استعمال سیکھ لیا۔ بجلی کا استعمال
سیکھ لیا۔ لیکن بنیادی بات جو بھوک ہے۔ بنیادی بات جو پیاس ہے ۔ بنیادی بات
جو حواس ہیں اس میں کوئی ردو بدل نہیں۔ حواس میں کوئی تبدیلی نہیں
ہوئی۔ حواس وہی ہیں۔ وہی لڑائی وہی جھگڑا وہی فساد۔ وہی تفرقہ بازی۔
وہی نفرتیں۔ تو یہ عجیب ارتقاء ہے کہ جس میں حواس میں تو کوئی تبدیلی
نہیں آئی اور اس کو ارتقاء کا نام دیا جارہا ہے۔ پہلے زمانے میں اڑن کھٹولے ہوتے
تھے ۔ اب ان اڑن کھٹولے کا نام آپ نے ہوائی جہاز رکھ دیا۔ پہلے زمانے میں جام
جم ہوتا تھا اب آپ نے اس کا نام ٹی وی رکھ دیا۔ پہلے زمانے میں آپ کے یہ ہندو
دیومالائی کہانیاں پڑھیں وہ ہوتا تھا ہندوؤں کا وہ ہوتا ...اشوکے ہوتا تھا... ایک
وہ گھومنے والا چکر ہوتا تھا۔ ابآج اسی قسم کے آپ نے بم بنالئیے ... لیزر شعاعیں
بنالیں۔ وہی چیز... اسی طرح آپ کہ جو درختیں ہیں یہ بھی ردو بدل ہورہی
ہیں۔ کبھی اس کا نام محمد بشیر ہوجاتا ہے اسی انسان کا نام کبھی اس کا نام
محمد خلیل ہوجاتا ہے۔ بندے وہ وہی رہتا ہے۔ حواس ان کے وہی رہتے ہیں۔
حواس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ عرض کرنا یہ ہے کہ انسانی شعور اس قدر
نامکمل ہے ، ناتواں اور کمزور ہے کہ اس کے اندر کسی بھی قسم کی تبدیلی

واقع نہیں ہوتی۔ لیکن ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی سوچنا پڑتا ہے کہ یہ شعور کی جو کارفرمائی ہے ، شعور کا جو قیام ہے یہ آخر کس طرح قائم ہے ۔ کہیں نہ کہیں سے اس کی فیڈنگ ہورہی ہے تو شعور چل رہا ہے۔ وہ جہاں سے بھی انسان آرہا ہے جس کو عالم ارواح کہا جاتا ہے۔ یعنی پیدا ہونے سے پہلے جہاں انسان تھا وہ عالم اسی طرح قائم ہے۔ اس لئے کہ اس عالم سے آمد ہی آمد ہے۔ اور اس عالم سے جانا ہی جانا ہے۔ تو اگر اس عالم کا کھوج مل جاتا ہے تو پھر یہ بات بنتی ہے کہ انسان کے اندر ارتقاء ہے۔ انسان کے اندر فکر ہے ۔ انسان کے اندر ریسرچ ہے۔ انسان کے اندر تحقیق ہے۔ وہ فزیکل باڈی کو آپ سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اب فزیکل باڈی کے اندر سے آپ روح نکال دیں ۔ جتنے ہم لوگ بیٹھے ہیں ابھی ملک الموت بھائی تشریف لے آئیں اور وہ ایک اشارے پر سب کی روحیں نکال دیںتو نہ عظیمی صاحب کچھ بولیں گے نہ اتنے بھائی بہنیں بیٹھ کر کچھ سنیں گے۔ روح نکل جائے نہ آپ کھانا کھاسکیں گے نہ آپ پانی پی سکیں گے۔ روح آپ کے جسم میں نہ ہو نہ باپ ہوگا کوئی نہ ماں ہوگئی کوئی نہ کسی کے بچے ہوگا نہ کوئی ولادت ہوگی نہ کوئی ماں دودھ پلائے گی کچھ بھی نہیں ہوگا۔ روح اگر ہے تو فزیکل باڈی کی حیثیت ہے۔ روح اگر نہیں ہے تو فزیکل باڈی کی کوئی حیثیت نہیں ہے آپ اس کو کہدیں ڈیڈ باڈی ، لاش ۔ تو جب انسان اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو وہاں سے عالم ارواح سے اس کے اندر روح منتقل ہوتی ہے۔ اور روح کا منتقل ہونا ہی انسان کے اندر حرکت ہے۔ ......
معاف کیجئے گا ذرا... یہ فقیر لوگ جو ہیں ان کا شہروں میں دل نہیں لگتا۔ جنگلوں میں جھگیاں ڈال کے رہتے ہیں پھر وہاں کی کھلی ہوا کی ان کو عادت ہوجاتی ہے۔ اگر انہیں کم ہوا ملے تو پھر پریشان ہوتے ہیں۔ چونکہ میں بھی جنگل میں رہتا ہوں اس لئے ......۔ تو تذکرہ ہورہا تھا روح کا ۔ اب انسان کا اللہ تعالیٰ دیکھئے کس طرح تذکرہ فرمایا ہے قرآن پاک میں۔ تھیوریاں تو بڑی ہیں... بگ بینگ تھیوری...فلانی تھیوری...کہ صاحب دھماکہ ہوا، جناب آتش فشاں تھا وہ پھٹ گیا اس میں سے لاوا نکلااور لاوے میں سے بہت سارے کیڑے بن گئے اور یہ ہوگیا اور انسان بن گیا اور ڈائنوسار بن گیا۔ اور ڈائنو سار اتنے بڑے بڑے تھے کہ ان کی خوراک ہاتھی تھی۔ جس طرح ایک بڑا سانپ چوہے کو نگل جاتا ہے ایک ڈائنوسار پورے ہاتھی کو نگل جاتا تھا۔ کہانیاں ہیں ... بہت کہانیاں۔
لیکن وہ جو خالق اکبر اللہ ہے وہ جو انسان کی تخلیق کے بارے میں جو کچھ اللہ میاں بیان فرماتے ہیں وہ بڑا عجیب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو پتلا بنایا۔ انسان کا پتلا بنایا۔ مورتی بنائی۔ گڈا بنایا۔ یا اس کو کھلونے کی طرح بنادیا۔ اور وہ پتلا ہم نے خلاء سے بنایا۔ یعنی وہ جو پتلا ہم نے بنایا وہ خلا سے بنایا۔ اور اس خلا ء کے اندر ہم نے اپنی جان ڈال دی، روح ڈال دی۔ زندگی ڈال دی۔ روح، جان ، زندگی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان کو ہم نے اپنی صفات پر پید ا کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات اس کے اندر منتقل کردی۔ خلائ... اللہ تعالیٰ کہتے ہیں انسان کو ہم نے پتلا بنایا ہے خلاء

سے۔ اب جب فزیکل باڈی کا تذکرہ آتا ہے تو فزیکل باڈی خلاء کے علاوہ کچھ ہے
ہی نہیں۔ پورے جسم کو آپ لے لیں مسامات ...پسینہ نکلتا ہے ذرا سی ہوا نہیں
ملتی دیکھئے پسینہ پسینہ ہوگیا۔ تو اگر اس میں سوراخ نہ ہو تو اسفنج سسٹم
نہ ہوتا تو ......ہ ہاتھ پیر آنکھ ناک خلاء کے علاوہ کچھ نہیں ہیں۔ ٹشوزجنہیں
آپ خلیہ بھی کہتے ہیں ، کہتے ہیں بارہ کروڑ انسان کے اندر سیلز کام کرتے
ہیں۔ بارہ کھرب سیلزانسان کے اندر کام کرتے ہیں۔ سیلز کا مطلب ہی خلا
ہے۔ خلیہ... خلیہ کا مطلب ہی خالی ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے
انسان کو بارہ کھرب سیلز سے تخلیق کیا۔ بارہ کھرب خانوں سے تخلیق کیا۔ میں
نے انسان کو اسفنج سسٹم بنا کر اس کی اسفنج کے اندر جو سوراخ رکھے ہیں
ٹشوز رکھے ہیں بارہ کھرب بنادئیے۔ اور ان بارہ کھرب کے اندر میں نے اپنی روح
ڈال دی... ونفخت فیہ من روحی۔...کہ اپنی روح ا س میں ڈال دی۔ اب آپ غور
فرمائیں ایک آدمی جب مرجاتا ہے خلاء برقرار ہے۔ ہاتھ خراب نہیں ہوا۔ پیر
خراب نہیں ہوا ، کان خراب نہیں ہوتا ، کوئی چیز خراب نہیں ہوتی۔ کافی
عرصہ تک رہتی ہے ، لیکن اس میں حرکت نہیں ہے۔ حرکت کیوں نہیں ہے؟
کیوں بھئی حرکت کیوں نہیں ہے؟ اس کے اندر سے روح نکل گئی۔ اب آپ یہ
بتائیں کہ اصل انسان فزیکل باڈی ہوا یا وہ روح ہوئی جو فزیکل باڈی کو چلا
رہی ہے؟ کون اصل انسان ہوا؟ ہم تو اس فزیکل باڈی کو اصل انسان سمجھتے
ہیں۔ تو اصل کی طرف ہم نے کبھی توجہ ہی نہیں کی۔ جب ہم یہاں پیدا ہوئے
... ھوالذی یصورکم فی الارحام کیف یہ بھی ایک عجیب اللہ تعالیٰ کا سسٹم ہے
یشاء ... کہ اللہ تعالیٰ عجیب مصور ہے کہ ماں کے پیٹ میں طرح طرح کی
تصویریں بناتا رہتا ہے۔ جس طرح چاہے ، جو اس کا دل چاہے۔ ویسی تصویر
بنادیتا ہے۔ ایسا مصور ہے ، لیکن جب ماں کے پیٹ میں تصویر کی بنیاد پڑتی ہے
وہ مطلب ہے کہ دانے سے بھی ایک چھوٹا سیل ہوتا ہے خلیہ ہوتا ہے اس خلیہ
میں بھی خلاء ہوتا ہے ، اگر کروموسوم آپس میں ایک دوسرے سے نہ ملیں تو
ایک خلیہ دوسرے خلیہ میں نہ گھسیں ، فائٹنگ نہ کریں تو حمل قرار نہیں پاتا۔
پھر وہ کچھ عرصہ کے بعد کتنے چھ ہفتے کے بعد کتنے ہفتے کے بعد وہ ایک لوتھڑا
سا بن جاتا ہے، مضغا... لوتھڑا بن جاتا ہے۔ اس لوتھڑے کے اندر روح آجاتی ہے۔
اب روح جب آتی ہے تو اس مورتی کے اندر نشو ونما شروع ہوتی ہے۔ جب وہ
نشو و نما کی تکمیل ہوتی ہے تو وہ بچہ صاحب دنیا میں تشریف لے آتے ہیں۔
اب وہ روح چھوٹے سے بچے کو بتدریج پھونکے مار مار کے بڑا کرتی رہتی ہے۔
جوان کردیتی ہے، بوڑھا کردیتی ہے۔اور جب وہ روح اس جسم سے اپنا رشتہ توڑ
لیتی ہے وہ جسم پھر سیل کے علاوہ کچھ بھی نہیں رہتا جس کے اندر کوئی
حرکت ہی نہیں ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ایک مثال ایسی نہیں ہے کہ کسی مردہ
ماں نے بچہ جنم دیا ہو۔ دنیا کی تاریخ میں ایک مثال ایسی نہیں ہے کہ کسی
مردہ مرد صاحب نے شادی کی ہو۔ دنیا کی تاریخ میں ایک مثال ایسی آج تک
نہیں ہے کہ کسی مردہ جسم نے پانی پیا ہو، کھانا کھایا ہو، دوڑ کے چلا ہو۔ جب

تک انسان کے اندر روح ہے اگرآپ اس کے پیر میں سوئی چبھوئیں گے تو دماغ میں
محسوس ہوگا۔ وہ آدمی ناراض ہوجائے گا میری سوئی کوئی چبھائی؟ اور جب
روح اس جسم سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے آپ اس جسم کا پوسٹ مارٹم کراتے
ہیں کچھ نہیں ہوتا۔ اس کا ہاتھ کاٹ دیں ، پیر کاٹ دیں، ٹانگ کاٹ دیں ، گردن
کاٹ دیں، ناک کاٹ دیں وہ سسکاری بھی نہیں بھرتا۔ کیوں؟ بھئی ہاتھ پیر کٹا نہ
اس کا؟ اس کا مطلب ہے فزیکل باڈی جو ہے اس کی کوئی حیثیت ہے ہی نہیں۔
فزیکل باڈی کی حیثیت ہی اس وقت ہے جب تک اس کے اندر روح ہے۔ لیکن جب
چھ ارب کی آبادی کی جب نظریات آپ معلوم کریں گے وہ یہی ہوگا کہ انسان
زندہ ہے انسان چل رہا ہے ، انسان پھر رہا ہے۔ میں نے ایسے کیا، میں نے کھانا
کھایا۔ بھئی اگر میں نے کھانا کھایاتو روح نکلنے کے بعد میں کھانا کیوں نہیں کھاتا؟
میں اگر چل پھر رہا ہوں تو روح نکلنے کے بعد چلتا پھرتا کیوں نہیں ہوں؟ میں نے
اگر کپڑے پہنے تو مردہ جسم کپڑے کیوں نہیں پہنتا؟ مردہ جسم کے تو کپڑے بھی
جو ہیں وہ بھی قینچی سے کاٹ لیتے ہیں۔ اتنا بھی تکلف نہیں کرتے کہ بھئی چلو
اس کے کپڑے اتار لیں... قینچی سے کاٹ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے
انسان کو خلاء سے پیدا کیا۔ ایک ڈھونگ بنایا ہے ۔ یوں کہیے ایک گنبد بنایا ایک
صندوق بنایا کچھ بھی نام رکھ لیں خلاء بنایا ہے۔ ایک کمرہ بنایا اور اس کے اندر
اپنی روح ڈال دی۔جب روح ڈال دی تو یہ اس کے اندر کیا ہوا؟ حواس پیدا
ہوگئے۔ جب روح ڈال دی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات منتقل کردی۔ اب اللہ
تعالیٰ کی صفت کیا ہے؟سننا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے بولنا۔ اللہ تعالیٰ کی
صفت ہے محسوس کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تخلیق کرنا۔ جیسے ہی اللہ
تعالیٰ کی روح اس مورتی کے اندر آئی تو وہ تمام صفات جو خالق کائنات کے اندر
ہیں اس پتلے کے اندر منتقل ہوگئیں۔ انسان آپ غور فرمائیں ... انسان پھر کیا
ہے؟ سوچنے کی بات ہے۔ خلاء ہے ۔ اس خلاء میں جب تک اللہ کی روح نہیں ہے
کچھ نہیں ہے۔ اور جب اللہ کی روح آگئی یعنی اللہ کی صفات اس کے اندر
منتقل ہوگئیں تو اس کے اندر حرکت پیدا ہوگئی۔ تو انسان کیا ہوا؟ کیا ہوا
بھئی؟ انسان کی حیثیت یہ بنی کہ یہ خالق کائنات کی صفات کا مظہر ہے۔ اس
کا سننا، اس کا بولنا ، اس کا محسوس کرنا، اس کا حرکت کرنا سب اللہ تعالیٰ
کی صفات کا مظہر ہے۔ یعنی ہر انسان کے اندر خود اللہ تعالیٰ اندر بیٹھے ہوئے
ہیں، موجود ہیں۔نحن اقرب الیہ من حبل الورید... اللہ جو ہے وہ تمہاری رگ
جاں سے زیادہ قریب ہے۔ اللہ وہ ہے جو تمہاری ابتداء ہے ۔ اللہ وہ ہے جو
تمہاری انتہا ہے۔ الا انہ بکل شیء محیط ... اللہ وہ ہے جو اس نے ایک دائرے کی
طرح احاطہ کیا ہوا ہے تمہیتم اس دائرے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ و فی
انفسکم افلا تبصرون... اللہ تو وہ ہے جو تمہارے اندر براجمان ہے، تم دیکھتے ہی
نہیں ہو۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ...انسان ہماری بہترین صنعت ہے
بہترین تخلیق ہے۔ لیکن اس نے تخلیق کے بارے میں کبھی غور نہیں کیا۔ اپنے
شرف کو تلاش نہیں کیا۔ ثم رددنہ اسفل سافلین ...انتہائی پستی میں زندگی

گزار رہا ہے۔ گرا ہوا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کا پتلا بنایا ۔ خلا بنایا۔ اس کے
اندر اپنی روح ڈال دی ۔ روح ڈالنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... علم
الانسان مالم یعلم ... پہلے ہم نے پتلا بنایا ، ایک گڈا بنایا، ایک کھلونے بنایا۔ اس
کھلونے کے اندر چابی فٹ کردی۔ اب اس چابی کو گھومنا، چلناسکھادیا۔ علم
الانسان مالم یعلم ... پہلے ہم نے پتلا بنایا۔ اس پتلے کے اندر اپنی صفات منتقل
کردی اور وہ صفات کو استعمال کرنے کا علم منتقل کردیا۔ علم الانسان مالم
یعلم ...میں نے انسان کو وہ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتاتھا۔ انسان کی حیثیت
کیاہوئی؟انسان کی حیثیت اللہ کی صفات کے علاوہ کچھ نہیں ہوئی۔ انسان اللہ
تو نہیں ہوسکتا۔ جس طرح ایک سمندر میں سے ایک گلاس پانی نکال لیں اس
پانی کو آپ سمندر تو نہیں کہیں گے لیکن اس پانی کو آپ سمندر سے الگ بھی
نہیں کہہ سکتے۔ پورے سمندر کا آپ تجزیہ کریں ایک گلاس پانی کا تجزیہ کریں
ایک ڈراپر پانی کا تجزیہ کریں اس کے اندر تمام سمندر کی خصوصیات آپ کو
ملیں گی۔ بالکل یہی صورت انسان کی بھی ہے ۔ انسان خلاء ہے ، پتلا ہے ۔ اس
پتلے کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات منتقل کردی ہیں۔ صفات سے مراد یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے حواس اس کے اندر منتقل کردی ہیں۔ اس کو سکھا دیا کہ سننا
کیا ہے، بولنا... یہ تو سب جانتے ہیں کہ کان سنتے ہیں ۔ کیا کتے بلی یہ نہیں
جانتے ہیں کہ کان سنتے ہیں؟ ناک سونگھنے کے لئے ہے۔ بلی سے زیادہ آپ نہیں
سونگھ سکتے، کتے سے زیادہ آ پ نہیں سونگھ سکتے۔ یہ کتے جو آپ کے ہیروئن
وغیرہ جو پکڑتے ہیں یہ تو انسانوں سے زیادہ باصلاحیت ہیں۔ انسان سے زیادہ
قیمتی ہیں۔ یعنی یوں کہیں گے ہم کہ انسان اتنا مجبور محض ہے ، اتنا لاچار
ہے، اتنا کمزور ضعیف ہے کہ اپنے مجرم پکڑنے کے لئے کتوں کا غلام بن گیا۔ کتوں
کے بغیر اپنے مجرم پکڑ نہیں سکتا۔ اگر انسان کے اندر اتنی صلاحیت ہے تو لاکھوں
روپے کتے کی قیمت کیوں لگاتا؟ خود سونگھ کر کیوں نہیں پکڑتا؟ اگر انسان کے
اندر اتنی نظر کی وسعت ہے تو شاہین کی نظر سے انسان کیوں نہیں دیکھتا؟
بلی کے بارے میں، کتے کے بارے میں ان کے جو حواس ہیں انسان سے کہیں زیادہ
ہیں۔ لیکن ایک فرق ہے ۔ بلی کے حواس ، کتے کے حواس یا حیوانات کے حواس
ایک مخصوص جبلت کے پابند ہیں۔ اور انسان کے اندر جو حواس ہیں چونکہ اللہ
تعالیٰ نے خود فرمادیا ہے کہ انسان کے پتلے میں میری صفات منتقل ہوئی ہیں
اس لئے انسان کے حواس اتنے تیز اور سریع الاثر ہیں کہ اگران حواس کو آپ
بیدار کرلیں تو اس زمین پر بیٹھ کر عرش پر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے کرسکتے
ہیں۔ نہ کرتے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس بات کو پھر ایک دفعہ دہرائیں کہ
انسان ایک پتلا ہے۔ اس کے اندر روح کام کررہی ہے۔ روح اللہ کی صفات ہے۔
اللہ کا سوچنا، اللہ کا دیکھنا، اللہ کا سمجھنا... یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر
حواس منتقل کردئیے۔ حواس کا علم منتقل کردیا۔ علم الانسان مالم یعلم ...
انسان کو جو علم نہیں آتا تھا وہ ہم نے سکھا دیا۔انسان اگر علم سیکھنا چاہتا
ہے تو سیکھ لیتا ہے ۔ کیمسٹری آپ پڑھنا چاہیں تو پڑھ لیں گے ۔ نہیں پڑھنا

چاہیں تو نہیں پڑھیں گے۔ آپ میٹرک کرنا چاہیں میٹرک کرلیں گے۔ نہیں کرنا
چاہیں تو میٹرک نہیں کرسکتے۔ اسی طرح اگر روحانی علوم آپ سیکھنا چاہیں
تو سیکھ لیں گے نہیں سیکھنا چاہیں تو نہیں سیکھ سکتے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ
ہم جب دنیاوی علوم کا تذکرہ کرتے ہیں تو بڑی بڑی فیسیں بھی دیتے ہیں ۔
زندگیاں کھپادیتے ہیں اس کے اندرے بڑی بڑی ڈگریاں بھی حاصل کرلیتے ہیں لیکن
ان ڈگریوں سے دنیا تو تھوڑی اچھی ہوجاتی ہے۔ وہ بھی جب اچھی ہوجاتی ہے۔
جب تقدیر اچھی ہو۔ اگر اللہ میاں بھی ساتھ دیں ۔ اللہ میاں اگر ساتھ نہ دیں،
وسائل پیدا نہ کریں تو ڈگریاں بھی کام نہ آتیں۔ آپ لئے لئے پھرتے رہتے۔ نوکری
بھی نہیں ملتی۔ اب یہ حافظ صاحب بیٹھے ہیں ان کو تو بہت ہی تجربہ ہوا
ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ وسائل پیدا نہ کریں تو انسان کیا کامیابیاں حاصل کرسکتا
ہے؟ وسائل بن جاتے ہیں ۔ آدمی کہتا ہے میں کرتا ہوں۔ قرآن پاک میں اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کبھی پریشان ہوتے ہیں تو ہمارے پاس آتے ہیں ، روتے
ہیں، گڑگڑاتے ہیں۔ دعائیں مانگتے ہیں ... یااللہ! ہمارے لئے آسانیاں فراہم
کردے۔ ہم دعاؤں کو سن لیتے ہیں ... آسانیاں فراہم کردیتے ہیں تو کہتے ہیں
کہ یہ تو ہم نے اپنی عقل سے کیا ہے۔ بھئی کیا ہیندی کیپ بچے نہیں ہوتے؟باؤلے
بچے نہیں ہوتے؟ اگر میںایک باؤلہ بچہ بن جاتا ، اپنے ماں باپ کے ہاں پیدا ہوجاتا
تو یہاں بیٹھ کر آپ کے سامنے میں تقریر کرسکتا تھا؟ یہ جوتھوڑی بہت جو عقل
ہے، بدھی ہے، سمجھ ہے جس کو ہم دانش کہتے ہیں، یہ بھی اللہ کی دی ہوئی
ہے۔ اگر اللہ یہ عقل نہ دے کیا کریں گے ہم؟ کیا کیا باؤلے لوگ نہیں ہوتے؟ بھئی
کیا ہمارے ماں باپ نے جس طرح ہمیں پیدا کیاان کے ماں باپ نے ان کو کیاپیار
محبت سے پیدا نہیں کیا؟ کیا کسی بچے کے والدین یہ چاہ سکتے ہیں کہ ان کے
بچے کا دماغ کمزور ہو؟ یا اعصاب کمزور ہو؟ وسائل ان کونہیں ملےہوے وسائل
ہی کی بات ہے۔ اللہ چاہتا ہے تو انسان خوش حال ہوجاتا ہے۔ اللہ اگر نہیں چاہتا
ابھی چار سال سے بارش نہیں ہوئی۔ کتنی دعائیں کتنی یہ سب ۔ اتنی سائنس
کی ترقی ہوگئی وہ مریخ پہ پہنچ گئے ۔ چاند پہ پہنچ گئے ۔ مریخ کی زمینیں
الاٹ ہورہی ہیں ۔ پتہ نہیں کیا کیا دعوے ہورہے ہیں بھئی بارش تو برساؤ۔
ساری دنیا پریشان حال ہے۔ طوفان آرہے ہیں سمندروں میں دریاؤں میں انہیں
روک کے تو دکھاؤ۔ طوفانی ہوائیں چل رہی ہیں ۔ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے ۔
بلڈنگیں گر گئیں ۔ زلزلے آرہے ہیں ۔ انہیں روک کے تو دکھاؤ۔ کون سی ترقی
ہے؟ یہ ایک ترقی ہے کہ آپ نے ایک ایٹم بم بنالیا ہے۔ جی اس سے تین لاکھ آدمی
ہم ماردیں گے۔ دوسرے نے ہائیڈروجن بم بنالیا اس سے ساٹھ لاکھ آدمی ماردیں
گے۔ تیسرے نے ایک اور زہریلا بم بنالیاکہ صاحب فضا میں اس کو برسٹ کردیں
گے اور جتنے ذی روح ہوں گے سب مرجائیں گے بلڈنگیں کھڑی رہ جائیں گی یہ کیا
ہے۔ بھئی تم بارشیں کیوں نہیں برساتے؟ اللہ کی مخلوق کو روٹی کھانے کو کیوں
نہیں دیتے؟ ایک مخصوص طبقہ ہے اس کی اجارہ داری ہے وہ ...سائنس اس کے
پاس ہے ۔ اسی کے پاس حکمت ہے ۔ اسی کے پاس سرمایہ ہے ۔ اسی کے پاس

پیسے ہیں ایک انہوں نے اپنا گروہ بنا رکھا ہے ۔ اس میڈیا کے ذریعے، اس کے ذریعے، اس کے ذریعے اپنی شیخیاں بگھارتے رہتے ہیں ۔ آپ مجھے بتائیں کبھی آپ نے سنا کہ شیر درندے نے ایسا کوئی ہتھیار بنایا ہو جس سے جنگل کے سارے شیر مرجائیں۔ یہ انسان ہی کا وصف ہے۔ یہ کیوں ہے؟یہ اس لئے ہے کہ انسان اس شعور سے واقف نہیں ہے جو شعور انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کی صورت میں منتقل کئے۔ اوروہ شعور روح ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے دو شعور عطا کئے۔ دو حواس عطا کئے ، دو عقلیں اللہ تعالیٰ نے عطا کیں۔ یولج لیل من النہار... یولج النہار من اللیل... ایک حواس کا نام اللہ تعالیٰ نے رات رکھا ہے ، ایک حواس کا نام اللہ تعالیٰ نے دن رکھا ہے۔ دن کے حواس پابند حواس ہیں ، محدود حواس، ٹائم اسپیس میں قید حواس۔ رات کے حواس آزاد حواس ، ماورائی حواس، ٹائم اسپیس سے آزاد حواس۔ کون نہیں جانتا جب آدمی سوتا ہے اور اپنے اندر سے نکلتا ہے تو آسمان میں بھی اڑتا ہے ، ہزاروں میل کا سفر سیکنڈوں میں طے کرلیتا ہے ، اب کہیں گے کہ جی وہ تو خواب کی بات ہے ، بھئی اگر خواب کی بات ہے تو خواب میں اگر کوئی منظر ڈراؤنا دیکھتے ہیں تو آپ ڈر کے اٹھ کیوں جاتے ہیں؟ پسینے پسینے کیوں ہوتے ہیں؟ کہ جی خواب کی بات ہے تو جب خواب میں آپ کسی باغ کا منظر دیکھتے ہیں اور جب اٹھتے ہیں تو آپ خوش کیوں ہوتے ہیں؟ اس کا تاثر کیوں قائم ہوتا ہے ؟ خواب کے حواس اور بیداری کے حواس یہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر ودیعت کی ہے تاکہ انسان ٹائم اسپیس کی پابندی میں رہتے ہوئے بھی ٹائم اسپیس سے آزاد ہوسکے۔ جب آپ کے اندر اللہ تعالیٰ کی روح موجود ہے آپ آزاد بھی ہیں ، لیکن جب آپ اس روح سے قطع نظر کرکے اس طرح فزیکل باڈی کو سب کچھ سمجھ لیں گے تو آپ قید ہیں۔ وہ کہتے ہیں صاحب اللہ کو نہیں دیکھ سکتے ، ایک یہ بھی بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے کہ صاحب اللہ کو تو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا ہے۔ کیوں نہیں دیکھ سکتا بھئی اللہ کو؟ جب اللہ تعالیٰ نے کن کہاتو ساری کائنات بن گئی ، اللہ تعالیٰ نے کہا الست بربکم ... تمام مخلوق سے کہا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تمام مخلوق نے کہا جی ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ سیدھی سی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے کہا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو مخلوق کے کان میں اللہ تعالیٰ کی آواز ٹکرائی۔ جب مخلوق کے کان میں آواز آئی تو مخلوق اس آواز کی طرف متوجہ ہوئی کہ آواز آئی کہاں سے۔ جب اس مخلوق نے یہ دیکھا کہ آواز دینے والے کو ...اللہ بیٹھا ہوا ہے سامنے نظر مل گئی ، جب نظر مل گئی تو مخلوق نے کہا ... قالوا بلٰی...جی ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ روح آپ کی ازل میں اللہ کو دیکھ چکی ہے۔ آپ کی روح ازل میں اللہ کی آواز سن چکی ہے۔ آپ کی روح ازل میں اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرچکی ہے۔ اب آپ یہ کہیں گے صاحب فزیکل باڈی نے تو نہیں دیکھا۔ بالکل صحیح... نہیں دیکھا۔ روح نے دیکھا؟ کیوں بھئی؟ بھئی بولو تو صحیح! ازل میں اللہ کو روح نے دیکھا؟ اگر ہم اپنی روح سے واقف ہوں گے پھر ہم اللہ کو نہیں دیکھ سکتے؟ بھئی روح تو

ہماری اللہ کو دیکھ چکی ہے۔ قرآن ہے یہ اس میں ایسی کوئی بات بھی نہیںکہ
صاحب حدیث شریف موضوع ہوگی کسی نے گھڑ دی ہوگی۔ قرآن ہے ، قرآن
میں ردو بدل نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے ،
جو ہے جس طرح ہے اسی طرح ہے اس میں ردوبدل نہیں ہوسکتا۔ قالوا بلٰی...
جی ہاں ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں۔ یعنی مخلوق نے
... انسان نے اللہ کی آواز سنی ، آواز سن کر اللہ کی طرف متوجہ ہوئی اس کے
اندر دیکھنے کا سمجھنے کا ، ادراک کرنے کا احساس پیدا ہوا ، جب اس طرف
متوجہ مخلوق ہوئی چونکہ آنکھیں تو پہلے سے بنی ہوئی تھیں ان آنکھوں کے اندر
روشنی ، نور آگیا ، اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا ہجوم ہوگیا۔ روحوں نے جب اللہ کو
دیکھا اللہ میاں بیٹھے ہوئے ہیں نور علیٰ نور... ھداللہ نورہ من یشاء ... اللہ
تعالیٰ تو بیٹھے ہوئے ہیں ، زبان گویا ہوئی، نطق پیدا ہوگیا۔ تمام مخلوق نے تمام
انسانوں نے یک زبان ہوکر کہا... قالوا بلٰی...سب روحیں پکار اٹھیں ... بلٰی... جی
ہاں! ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں۔ یہ کب ہوا؟ کب
ہوا؟ ازل میں ہوا۔ کس نے دیکھا؟ روحوں نے دیکھا۔ اس لئے کہ ازل میں تو روح
ہی تھی ناں؟ فزیکل باڈی کا مسئلہ تو عالم ناسوت میں آیا۔ جو بھی جس طرح
بھی وہاں سے روح چلی یہاں تک آئی ، اب وہ روح ... ایک لباس اختیار کیا اس
روح نے ، جس طرح جسم کے لئے آپ لباس پہنتے ہیں ، واسکٹ پہنتے ہیں، کرتے
پہنتے ہیں اون کا ، کپڑے کا جس چیز کا بھی ، کھال کا لباس پہنتے ہیں ، اسی
طرح روح نے ایک لباس بنایا اپنے لئے اور وہ لباس فزیکل باڈی ہے۔ جب تک وہ
روح اس لباس کو پہنے رہتی ہے لبا س میں حرکت رہتی ہے اور جب روح اس
لباس کو اتاردیتی ہے تو وہ فزیکل باڈی ڈیڈ بادی بن جاتی ہے۔ تو عرض یہ کرنا
ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ ہمارے اندر جو روح ہے جس کی وجہ سے ہمیں بھوک
لگتی ہے ، پیاس لگتی ہے ، ہمارے بچے ہوتے ہیں، ہم کاروبار کرتے ہیں ، ہم
جوان ہوتے ہیں، ہم بوڑھے ہوتے ہیں ، اس روح نے اللہ کو دیکھا؟ کیوں بھئی ؟
زور سے بولو ناں بھئی۔ دیکھا ناں؟ تو اگر ہم اس روح سے واقف ہوجائیں تواللہ
ہمیں نظر نہیں آئے گا؟اتنی سی بات ہے بھئی اپنی روح سے واقف ہوجاؤ اللہ کا
دیدار ہوجائے گا ، اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے ، آپ سب حضرات کا بہت
شکریہ!

★★★★★★★★

میں آپ سب حضرات کا منتظمین کا جتنے بھی حضرات ہیں ... ظہیر صاحب کا ،
...... صاحب ، آپ کے ہاشمی صاحب آپ کے میرے جانے پہچانے ہیں ان کا شیبا کا
نبیل کا اور دوسرے جتنے یہاں کے منتظمین ہیں جنہوں نے اس محفل کا اہتمام
کیا ان سب کا میں شکر گزار ہوں ، ہمیں لوگ بیٹھ کے بات کرنے کا ان لوگوں نے
موقع فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حاضری کو قبول فرمائیں ، اور میں نے جو
کچھ عرض کیا ہے اس پر مجھے اور آپ کو دونوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائیے اس کے بعد مجھ سے یہ کہا گیا ہے پہلے فاتحہ پڑھ لیتے ہیں پھر اس کے بعد انشاء اللہ دعا کریں گے...

اعوذ باللہ......

بسم اللہ......

تلاوت قرآن کریم......

درود شریف......

دعا.........